***Journal of Religion & Society* (JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Concept of Social Protection in the Makkan Period: Traditions of Ḥilf and Jiwār and Their Civilizational Significance: A Research Review

عہدِ مکی میں سماجی تحفظ کا تصور: حلف و جوار کی روایات اور ان کی تہذیبی اہمیت :ایک تحقیقی جائزہ

Sidra Firdous
PhD Scholar, Department of Arabic and Islamic Studies, Government College Women University, Sialkot
Dr. Syeda Saadia
Assistant Professor, Department of Arabic and Islamic Studies, Government College Women University, Sialkot

Abstract
The Makkan period of the Prophetic mission represents a formative phase in Islamic history, characterized not only by the intellectual and spiritual call toward monotheism but also by acute social vulnerability in the absence of an organized state system. During this period, marginalized groups such as the poor, slaves, travelers, and those without tribal affiliation were frequently exposed to injustice and oppression. In such a socio-political context, Arab society relied on certain non-formal yet effective social mechanisms to ensure protection and justice. Among these mechanisms, the traditions of Ḥilf (collective oath or alliance) and Jiwār (granting of protection or asylum) played a crucial role in maintaining social security. This study explores the concept of social protection in the Makkan era through an analytical examination of the traditions of Ḥilf and Jiwār, highlighting their functional and cultural significance within pre-Islamic Arab society. The research demonstrates how these practices served as ethical frameworks for safeguarding human life, dignity, and property despite the absence of institutional governance. Furthermore, the study underscores the Prophet Muhammad's ﷺ acknowledgment of these positive social traditions, reflecting Islam's approach of reforming and universalizing existing moral values rather than negating them entirely. The findings suggest that the Makkan model of social protection offers valuable insights for addressing contemporary issues of social justice, communal responsibility, and the protection of vulnerable groups.

Keywords: Social Protection, Makkan Period, Traditions of Ḥilf, Jiwār, Civilizational Significance

اسلامی تاریخ میں نبی کریم ﷺ کا دور نہ صرف روحانی و دینی اصلاحات کا زمانہ تھا بلکہ اس میں ایک مضبوط، منظم اور عدل و انصاف پر مبنی سماجی نظام بھی قائم کیا گیا۔ عرب معاشرہ اس سے قبل قبیلائی رواج، ذاتی منافعت، قبائلی دشمنی اور مظلوم کی بے بسی کے مسائل سے دوچار تھا۔ ایسے معاشرتی تناظر میں حلف و جوار کی روایات ایک اہم کردار ادا کرتی تھیں، جو نہ صرف فرد کی حفاظت بلکہ اجتماعی عدل، مظلوم کے حق کے لیے اتحاد اور امن کے قیام کے لیے بنیادی انسٹی ٹیوٹ کے طور پر کام کرتی تھیں۔ حلف الفضول کی روایت ایک ایسی اجتماعی پہل ہے جس میں مختلف قبائل نے مظلوموں کے حقوق کے تحفظ اور عدل کے قیام کے لیے مشترکہ عہد کیا۔ نبی ﷺ نے اس میں شرکت کی تصدیق

کرتے ہوئے اس اصول کی اہمیت اور عملی افادیت کو واضح کیا۔ اس اقدام نے عرب معاشرت میں عدل و انصاف اور اخلاقی ذمہ داری کے نئے معیار قائم کیے، جو بعد میں اسلامی ریاست کے قانونی اور سماجی ڈھانچے کی بنیاد بنے۔

اسی طرح جوار کا تصور، یعنی کسی فرد یا گروہ کو پناہ دینا اور اس کی جان، مال اور عزت کا تحفظ کرنا، عرب معاشرت کے اخلاقی و سماجی قوانین کا حصہ تھا۔ اسلام نے اس روایت کو مضبوط کرتے ہوئے اسے حقوقِ انسانی، اجتماعی حفاظت اور اخلاقی ذمہ داریوں کا لازمی حصہ قرار دیا۔ جوار کے اصول نے معاشرت میں اعتماد، ہم آہنگی اور کمزور طبقات کے تحفظ کو ممکن بنایا اور اس کے اثرات آج کے سماجی تحفظ کے نظریات میں بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

عہدِ نبویؐ کا مکی دور اسلامی تاریخ کا ایک نہایت حساس، نازک اور فیصلہ کن مرحلہ تھا۔ اس دور میں رسولِ اکرم ﷺ کی دعوت کا مرکز توحید، اخلاقی اصلاح اور فکری تطہیر تھا، مگر اس کے ساتھ ساتھ معاشرہ شدید سماجی ناہمواری، قبائلی تعصبات اور طاقتور طبقے کی بالادستی کا شکار تھا۔ کمزور افراد، غلام، مسافر، یتیم اور غیر قبائلی عناصر ظلم و استحصال کے مقابلے میں بے بس نظر آتے تھے، جبکہ ریاستی نظم و قانون کا کوئی منظم تصور موجود نہ تھا جو ان کی جان، مال اور عزت کا تحفظ کر سکتا۔

ایسے حالات میں عرب معاشرہ مکمل طور پر بے ضابطہ بھی نہ تھا، بلکہ اس میں بعض غیر رسمی مگر مؤثر سماجی روایات اور اخلاقی ضوابط رائج تھے جو کسی حد تک سماجی تحفظ کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ یہ روایات اگرچہ قبائلی دائرے میں محدود تھیں، تاہم مظلوم کی داد رسی، اجنبی کی حفاظت اور ظلم کے خلاف اجتماعی ردِّ عمل کی ایک تہذیبی بنیاد فراہم کرتی تھیں۔ انہی غیر رسمی سماجی اداروں میں حلف اور جوار کی روایات کو بنیادی اہمیت حاصل تھی۔

حلف، باہمی عہد و پیمان کی صورت میں ظلم کے خلاف تعاون اور کمزور کی نصرت کا ذریعہ بنتا تھا، جبکہ جوار کسی بااثر فرد یا قبیلے کی جانب سے کمزور شخص کو اپنی پناہ میں لے کر اسے سماجی تحفظ فراہم کرنے کی علامت تھا۔ یہ دونوں روایات مکی معاشرے میں اخلاقی ذمہ داری، قبائلی غیرت اور اجتماعی انصاف کے تصورات کو واضح کرتی ہیں۔

زیرِ نظر مقالہ میں عہدِ مکی کے سماجی تناظر کو سامنے رکھتے ہوئے سماجی تحفظ کے تصور کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حلف و جوار جیسی روایات نے کس طرح ریاستی نظام کی عدم موجودگی میں انسانی جان و عزت کے تحفظ میں کردار ادا کیا۔ اس تحقیقی مطالعے کا مقصد یہ بھی ہے کہ ان روایات کی تہذیبی اہمیت کو اجاگر کیا جائے اور یہ دکھایا جائے کہ اسلام نے بعد ازاں انہی مثبت معاشرتی اقدار کو وسعت دے کر ایک جامع اور آفاقی سماجی نظام کی بنیاد رکھی۔

حِلف کا مادہ ح ل ف ہے اور اس کی اصل لازم کرنا ہے۔ یہ اسم مصدر ہے اور اس کی جمع احلاف ہے۔ اس سے حَالَفَهُ ، مُحَالَفَةً وَحِلَافاً ، وَهُوَ حِلْفُهُ وَحَلِيْفُهُبن جاتے ہیں۔

معجم مقایس اللغۃ میں آتا ہے:

"الحاء، والام،والفاء، اصل واحد وھو الملازمۃ یقال حالف فلاں فلانا، اذا لازمۃ ومن الباب اَلحِلفُ: یقال حَلفَ یحلِفُ، حَلِفًا.

حلف کی اصل حاءلام اور لام اور فاء ہے۔ ان سب کی اصل ملازمۃ ہے یعنی لازم کرنا۔ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے فلاں کے ساتھ حلف کر لیا یعنی اس نے اپنے اوپر اس کے نبھانے کو لازم کر لیا اور یہ حلف کے باب میں سے ہے جس میں ماضی کے لیے حَلفَ: مضارع کے لیے یحلِفُ اور مصدر حَلِفا آتا ہے۔ حلف ایک ایسا عہد ہوتا ہے جس میں فریقین خود کو پابند کرتے ہیں کہ وہ ہر حال میں ایک دوسرے کا ساتھ دیں گے۔

معجم مقایس اللغۃ میں بھی آتا ہے کہ یہ ایک ایسا عہد ہوتا ہے جس کی پابندی انسان ہر حال میں اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے:

وذالک ان الانسان یلزمہ الثبات علیھا۔[i]

جس پر انسان ثابت قدم رہنا اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے۔

ابن منظور لکھتے ہیں:

"حَالَفَ فُلَانٍ بَثَّهُ وَحُزْنَهُ اَی الازْمَهُ"[ii]

فلاں شخص نے اپنے غم و پریشانی کو اس کے ساتھ لازم اور منسلک کر لیا ہے۔

الغرض عربی زبان میں **حِلف** کا مادہ "ح،ل،ف" ہے جس کے بنیادی معنی ہیں "لازم کر لینا اور وابستہ ہو جانا"۔ یہ لفظ دراصل **اسم** مصدر ہے، اور اس کی جمع اَحلاف آتی ہے۔ اسی سے کئی صیغے اور مشتقات وجود میں آتے ہیں، جیسے حالَفَہُ یعنی اس سے معاہدہ کیا، مُحالَفَۃً اور حِلافًا یعنی معاہدہ کرنا، اور حلیف یعنی معاہد یا شریک۔

ابن فارس نے اپنی مشہور لغت معجم مقاییس اللغۃ میں اس کی اصل یہ بیان کی ہے کہ "الحاء، واللام، والفاء، اَصل واحد، وھو الملازمۃ" یعنی ح،ل اور ف ایک ہی اصل پر دلالت کرتے ہیں اور وہ ہے کسی چیز کو لازم اور مستقل کر لینا۔ اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ فلاں نے فلاں کے ساتھ حلف کیا یعنی اپنے اوپر اس کے ساتھ وابستگی اور تعلق کو لازم کر لیا۔ اسی مادے سے فعل "حَلَفَ یَحلِفُ حَلِفًا" آتا ہے جس کا مطلب ہے عہد یا قسم لینا۔

اسی سلسلے میں ابن فارس مزید وضاحت کرتے ہیں کہ یہ ایسا عہد ہوتا ہے جس پر انسان کا قائم اور ثابت قدم رہنا ضروری ہوتا ہے۔ یوں "حِلف" محض ایک وقتی وعدہ یا عارضی تعلق نہیں بلکہ ایک ایسا معاہدہ ہے جسے انسان اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے اور ہر حال میں اس کی پابندی کو ضروری سمجھتا ہے۔

عربی زبان میں لفظ "جوار" نہایت وسیع المعنی ہے، جو مختلف مواقع پر مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ بطور اسم، "جوار" کے بنیادی معنی ہیں پڑوس، پناہ، امان اور عہد۔ لسان العرب میں آتا ہے: الجوار والجوار یعنی پڑوس۔ چنانچہ کہا جاتا ہے: اَقام فی جوارہ یعنی وہ اس کے پڑوس میں مقیم ہوا۔ اسی سے "جار" یعنی پڑوسی کا لفظ وجود میں آیا۔ یہی وجہ ہے کہ مشہور مفسر زمخشری کو "جار اللہ" کہا جانے لگا، کیونکہ وہ مکہ مکرمہ میں مقیم تھے اور گویا اللہ کے گھر کے پڑوسی تھے۔

جوار "کا دوسرا مفہوم پناہ اور مدد ہے۔ جسے پناہ دی جائے، اسے بھی "جار" کہا جاتا ہے۔ قرآن وحدیث میں بھی "استجار" اور "اٰجارہ" جیسے الفاظ آئے ہیں، جن کا مطلب ہے اللہ سے پناہ مانگنا، اور اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کو اپنی پناہ میں لے لینا۔ اسی طرح "المجیر" اور "الجار" اس ذات کے لیے استعمال ہوتے ہیں جو کسی کی حفاظت کرے یا اسے اپنے امان میں لے لے۔

اہم یہ ہے کہ "جوار" کا تصور محض مکانی قربت یعنی پڑوس تک محدود نہیں بلکہ اس میں حفاظت، مدد، حمایت اور پناہ کا مفہوم بھی شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لغویین نے "جار" کے مختلف معانی بیان کیے ہیں:

- وہ جو قریب رہتا ہو (پڑوسی)
- اجنبی یا غریب
- شریکِ جائیداد یا شریکِ تجارت
- حلیف یا معاہد
- ناصر یا مددگار
- حسد کرنے والا یا منافق (یعنی منفی پہلوؤں میں بھی استعمال ہوا)

اسی طرح "حسن الجوار" ایک معروف ترکیب ہے جس کا مطلب ہے اچھا برتاؤ کرنا اور پڑوسی کے ساتھ بھلائی کرنا۔ بطور فعل، "جوار" کا مطلب ہے کسی راستے یا چیز سے ہٹ جانا۔ جیسے کہا جاتا ہے :جار عن الطریق یعنی وہ راستے سے ہٹ گیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ "جوار" حرکت اور انحراف کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جوار بطور اسم جب آتا ہے تو یہ پڑوس، امان عہد، وعدہ، معاہدہ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

قرآن حکیم میں لفظ "جوار " اور اس سے ملتے جلتے الفاظ مختلف مقامات پر استعمال ہوئے ہیں اور ہر جگہ اس کا مفہوم سیاق وسباق کے اعتبار سے تھوڑا مختلف لیکن نہایت اہم ہے۔ اس کا بنیادی معنی ہے :پناہ، پڑوس، ہمسایگی اور قریب ہونا۔ ذیل میں چند نمایاں مقامات اور ان کے معانی ملاحظہ ہوں:

پناہ اور امان کے معنوں میں:

سورۂ توبہ میں ارشاد ہے:

﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ﴾[iii]

"اور اگر کوئی مشرک تم سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دے دو یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے، پھر اسے اس کے امن کی جگہ پہنچا دو۔"

یہاں "استجارک" اور "فأجرہ" سے جوار کا مفہوم نکلتا ہے، یعنی دشمن کو بھی امن دینا، اسے خوف سے بچانا اور اس کے لیے محفوظ فضا فراہم کرنا۔ قرآن حکیم کی مذکورہ آیت میں لفظ "جوار " کے استعمال کو واضح کیا گیا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ اگر کوئی مشرک، خواہ وہ دشمن ہی کیوں نہ ہو، پناہ طلب کرے تو اس کو پناہ دی جائے۔ اس پناہ کا مقصد محض جسمانی تحفظ نہیں بلکہ یہ ہے کہ وہ اللہ کا

کلام سن سکے اور اسلام کے پیغام سے واقفیت حاصل کرے۔ اس کے بعد اگر وہ ایمان قبول نہ کرے تب بھی اسے امان کے ساتھ اس کے محفوظ مقام تک پہنچایا جائے۔ یہ آیت اسلامی تعلیمات میں پناہ (جوار) کے تصور کو نمایاں کرتی ہے۔ اسلام نے دشمنوں کے ساتھ بھی عدل اور رحمت کا برتاؤ لازم قرار دیا ہے۔ "جوار" کا مطلب محض کسی کو وقتی پناہ دینا نہیں بلکہ اسے پرامن ماحول فراہم کرنا ہے تاکہ وہ دین کی حقیقت کو سمجھنے کا موقع پا سکے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام میں دعوتِ دین کے ساتھ عدل و شفقت کا پہلو بھی شامل ہے۔ یہ آیت ایک عظیم اخلاقی اصول بیان کرتی ہے: مسلمان معاشرہ اپنے دشمن کو بھی امن و سکون عطا کرتا ہے تاکہ وہ بغیر خوف و خطر حق کو سن سکے۔ گویا "جوار" اسلام میں محض ایک سماجی معاہدہ نہیں بلکہ انسانیت کی بقا اور حق کی تبلیغ کا ذریعہ ہے۔

مکی دور میں سماجی تحفظ کے ضمن میں حلف اور جوار کی روایات

اسلام سے قبل عرب معاشرہ قبائلی نظام پر استوار تھا۔ وہاں نہ کوئی مرکزی حکومت تھی اور نہ کوئی تحریری قانون۔ اس کے باوجود عربوں نے اپنے معاشرتی توازن اور تحفظ کو برقرار رکھنے کے لیے کچھ عرفی معاہدات اور اخلاقی ضابطے وضع کر رکھے تھے، جن میں سب سے نمایاں "حلف "(اتحادی معاہدہ) اور "جوار "(پناہ و تحفظ کا نظام) تھے۔ یہی دونوں ادارے مکی دور میں سماجی تحفظ کے ضامن سمجھے جاتے تھے اور بعد ازاں اسلام نے ان کی اعلیٰ اقدار کو برقرار رکھتے ہوئے انہیں شرعی بنیادوں پر استوار کیا۔ نبی کریم ﷺ کی عمر تقریباً پچیس برس تھی جب حلف الفضول قائم ہوا۔ یہ معاہدہ مکہ میں دار الندوہ میں مختلف قبائل کے مابین طے پایا، جن میں بنو ہاشم، بنو زہرہ، بنو تیم، بنو اسد اور بنو مطلب شامل تھے۔ اس کا تفصیلی تذکرہ باب دوم میں گزر چکا ہے اسی طرح جوار عرب معاشرے میں سماجی تحفظ کا دوسرا مضبوط ادارہ تھا۔ جب کوئی شخص اپنے قبیلے کی حمایت سے محروم ہو جاتا یا کسی دشمن قبیلے سے جان کا خطرہ محسوس کرتا، تو وہ کسی بااثر شخص یا قبیلے سے جوار (پناہ) طلب کرتا۔ اگر اسے جوار دے دی جاتی تو پورا قبیلہ اس کی حفاظت اپنی عزت کا مسئلہ سمجھتا۔ عربوں کے نزدیک جوار توڑنا سب سے بڑی قبائلی شرمندگی تھی۔ اس نظام نے معاشرے میں ایک غیر رسمی مگر مؤثر امن کا ضابطہ قائم کر رکھا تھا۔ نبی ﷺ نے اس روایت کو اسلامی اخلاق کے مطابق برقرار رکھا اور فرمایا:

يجير على المسلمين أدناهم[iv]".

مسلمانوں میں سے کوئی معمولی شخص بھی اگر کسی کو پناہ دے تو سب مسلمانوں پر اس کی پاسداری لازم ہے۔"

مکی دور میں حلف اور جوار کی روایات اگرچہ قبائلی عرف پر مبنی تھیں، لیکن وہ معاشرتی تحفظ، انصاف، اور امن کے ضامن ادارے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان روایات کی اخلاقی و انسانی قدروں کو برقرار رکھا اور بعد ازاں مدنی دور میں ان کو شرعی اور ریاستی بنیاد فراہم کی۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ اسلامی سماجی تحفظ کی بنیاد انہی اخلاقی معاہدات سے مضبوط ہوئی، جو مکی دور کے قبائل نے انسانی غیرت، عدل، اور امن کے جذبے کے تحت قائم کیے تھے۔

عبداللہ بن ابی الحمساء کے ساتھ حلف:

نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ میں حلف، جوار اور سماجی تحفظ کے اصول نہ صرف قبائلی معاشرت کی اصلاح کا ذریعہ بنے بلکہ ایک عدل و دیانت پر مبنی انسانی معاشرہ کی بنیاد بھی بنے۔ عبد اللہ بن ابی الحمساءؓ کا واقعہ اسی سماجی اور اخلاقی نظام کی عملی جھلک پیش کرتا ہے۔ عبد اللہ بن ابی الحمساءؓ روایت کرتے ہیں کہ بعثت سے قبل میرا نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک تجارتی معاملہ طے پایا، جس میں میرے ذمے کچھ دینا باقی تھا۔ میں نے وعدہ کیا کہ ابھی لے آتا ہوں، مگر گھر جا کر بھول گیا۔ تین دن بعد جب یاد آیا تو فوراً وعدہ گاہ پر گیا، تو رسول اللہ ﷺ کو وہیں موجود پایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

يا فتى لقد شققت علي، أنا ههنا منذ ثلاث أنتظرك" [v]

اے جوان! تم نے مجھے تکلیف میں ڈال دیا، میں تین دن سے اسی جگہ تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔(

یہ واقعہ ایک غیر تحریری معاہدے کی مثال ہے جس میں نبی اکرم ﷺ نے وعدے کی پابندی اور عہد کی پاسداری کا عملی نمونہ پیش فرمایا۔ یہ طرزِ عمل دراصل سماجی تحفظ (Social Protection) کے اسلامی تصور کی بنیاد ہے، جس میں ہر فرد کو اپنے قول و قرار کا ذمہ دار اور امانت دار سمجھا جاتا ہے۔

یہ واقعہ صرف شخصی دیانت کی مثال نہیں بلکہ اس کے پس منظر میں ایک سماجی فلسفہ کارفرما ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس موقع پر جس صبر، استقامت اور وعدہ وفائی کا مظاہرہ کیا، وہ دراصل اس زمانے کے حلف و جوار کے نظام کو ایک اخلاقی و ایمانی بنیاد پر استوار کرنے کی عملی کوشش تھی۔ جہاں جاہلیت کے دور میں جوار صرف قبیلہ یا طاقت پر مبنی تحفظ کا ذریعہ تھا، وہاں نبی کریم ﷺ نے ایمان، اخلاق اور وعدے کی پاسداری کو تحفظ کا ذریعہ بنا دیا۔ اس واقعہ نے واضح کر دیا کہ اسلامی معاشرہ میں فرد کا اخلاقی عہد ہی سماجی اعتماد کی ضمانت ہے۔ عبد اللہ بن ابی الحمساء کے ساتھ نبی کریم ﷺ کا یہ غیر رسمی معاہدہ اسلامی سماجی نظام کے بنیادی اصولوں — وفائے عہد، دیانت، امانت، اور سماجی اعتماد —کی روشن مثال ہے۔ یہ طرزِ عمل دراصل اسلامی معاشرت میں امن، عدل اور باہمی اعتماد کے قیام کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

انصارِ مدینہ کے ساتھ نبی کریمؐ کے معاہدات و بیعت:

جب نبی کریمؐ کو اپنی قوم کی طرف سے سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا تو حضورؐ کی نظریں اپنے مشن کو پورا کرنے کے لئے بیرونی دنیا پر مرکوز ہونے لگیں۔ اسی غرض سے آپؐ نے نبوت کے گیارھویں سال مدینہ سے قبیلہ خزرج کے آئے ہوئے چھ آدمیوں کو اسلام کی دعوت دے دی۔ انہوں نے اسلام قبول کر کے مدینہ واپس چلے گئے۔ اگلے سال بارھویں نبوت کو نبی کریمؐ نے رات کے وقت منیٰ میں عقبہ کے قریب مدینہ سے آئے ہوئے بارہ (۱۲) آدمیوں سے معاہدہ و بیعت فرمائی۔ یہ انصار کے ساتھ پہلا معاہدہ تھا۔

دوسرے سال تیرھویں نبوت کو مدینہ سے آئے ہوئے کم و بیش (۷۵) افراد سے اس گھاٹی میں جن میں ۷۱ عورتیں بھی شامل تھیں ۔ آپؐ نے ایک اہم مذہبی اور سیاسی معاہدہ و بیعت فرمایا۔ اس کو معاہدہ عقبہ ثانی کہا جاتا ہے۔

اس معاہدے کے بعد دونوں فریق ایک دوسرے پر مٹ مرنے کو تیار ہو گئے۔ معاہدہ عقبہ ثانی نے مدینہ کے ان لوگوں کے دلوں میں ایثار و تعاون، محبت اور بھائی چارے کا جذبہ پیدا کیا جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے۔

یہ ایک قسم کے مذہبی مواثیق بھی ہیں اور سیاسی معاہدات بھی جن کو بنیاد بنا کر نبی کریمؐ نے مدینہ میں پہلی مرکزی حکومت قائم کرنے کے لئے راہ ہموار کر لی۔[vi] اسی معاہدہ ہی کی بدولت مسلمانوں کی مذہبی، سیاسی اور عمرانی تعمیر و ترقی کا آغاز ہوا۔

سُراقہ بن مالک بن جُعشم کے ساتھ آپؐ کا تحریری امن معاہدہ:

ہجرت مدینہ کے موقع پر قریش مکہ نے حضورؐ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے سروں کی قیمت کا اشتہار جاری کر دیا تھا کہ جو شخص ان دونوں کو یا کسی ایک کو قتل کر دے یا زندہ گرفتار کر کے لائے تو اس آدمی کو ہر ایک کے بدلے / معاوضہ میں (۱۰۰) سو اونٹوں کا انعام دیا جائے گا۔ جب سراقہ بن مالک بن جعشم نے یہ سنا تو وہ فوراً انعام کے لالچ میں حضورؐ کی تلاش میں روانہ ہوئے۔ جب سراقہ آپؐ کے قریب پہنچ گئے تو ان کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا۔ کئی بار گھوڑا دھنس جانے کے بعد سراقہ نے فال کے تیر بھی آزمائے لیکن نفی میں جواب ملا۔ اتنی بڑے مالی لالچ نے سراقہ کی آنکھیں بند کر دی تھیں لیکن جب ان کا گھوڑا گھٹنوں تک دھنس گیا تو وہ گھبرا گیا۔ وہ حضورؐ کے پاس آکر قریش کے اشتہار اور انعام کی خبر دے کر امان طلب کر لیا۔ سراقہ نے یہ بات بھی تسلیم کی کہ وہ آپؐ کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرے گا۔ اور دوسروں کو بھی ایسا کرنے سے روکے گا۔ آپؐ نے سراقہ کو تحریری امن نامہ دے کر چھوڑ دیا۔ سراقہ کہتے ہیں کہ جو بھی آپؐ کی تلاش میں ملتا تو ان کو وہاں سے واپس کر دیتا۔[vii]

مُطعِم بن عدی کے ساتھ نبی کریمؐ کا غیر تحریری معاہدہ و حِلف:

آپؐ کا مکی عہد انتہائی آزمائش، تنہائی اور تکلیف دہ تھا۔ آپؐ نے ہر طرح سے مشرکین اور کفار مکہ کے ساتھ نرمی، صبر اور عفو و درگزر کا برتاؤ کیا۔ اس دور میں کفار اور غیر مسلموں سے فوائد بھی حاصل کئے۔ اور بعض کفار سے معاہدے بھی فرمائے۔

ابو طالب کی وفات کے بعد جب اپنے قبیلہ کی طرف سے آپؐ کی مدد و حمایت میں کمی واقع ہو گئی تو کفارِ مکہ نے نبی کریمؐ کو اور زیادہ اذیتیں دینا شروع کیں۔ کیونکہ ابو طالب آپ کی پشت پناہ اور مددگار تھے۔[viii] جب حضورؐ نے دیکھا کہ یہاں مکہ میں آپؐ کی حمایت کم ہو رہی ہے تو آپؐ نے دوسرے قبائل کے پاس جا کر اپنے لیے حمایت چاہی۔ اس سلسلے میں آپؐ طائف تشریف لے گئے، لیکن وہاں پر بھی اس وقت کوئی حمایت نہیں ملی۔[ix]

حضورؐ واپس آکر مکہ میں اپنے لئے کوئی معاہد اور حلیف تلاش کرنے لگے۔ بہت سے کفار نے انکار کر دیا۔ لیکن مطعم بن عدی کے ساتھ نبی کریمؐ کا ایک غیر تحریری حِلفی معاہدہ ہوا"

ثم تسلح المطعم و أهل بيته" [x]

(پھر مطعم بن عدی اور ان کے سب گھر والوں نے ہتھیار باندھ لئے)۔

وہ تمام حرم کے دروازے پر آگئے اور اعلان کیا کہ میں نے محمدؐ کو پناہ دی ہے۔ کوئی ان سے تعرض نہ کرے۔ حضورؐ نے آکر حرم شریف کا طواف فرمایا، نماز پڑھی اور پھر اپنے گھر تشریف لے گئے۔[xi] نبی کریمؐ مطعم بن عدی کے اسی احسان کی بناء پر جنگ بدر کے دن اسیر انِ بدر کے بارے میں یہ ارشاد فرماتے "لوكان المطعم بن عدى حياً ثم كلمنى فى هؤلاء النتنى لتركتهم له"[xii] (اگر آج مطعم بن عدی زندہ ہوتا اور پھر مجھ سے ان گندوں کے بارے میں کچھ کلام کرتا تو میں اس کی رعایت سے ان سب کو یک جا چھوڑ دیتا)۔

عبداللہ بن اریقط کے ساتھ اجرت پر رہبری کے لئے معاہدہ نبویؐ:

حضورؐ نبی کریمؐ کو جب مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کی اجازت مل گئی تو آپؐ نے اپنے سفر کو آسان اور محفوظ بنانے کے لئے ایک مشرک کے ساتھ جو راستوں کا بڑا ماہر تھا، اجرت پر ایک غیر تحریری معاہدہ فرما کر اپنا رہبر بنایا۔ راستوں کے اس ماہر کا نام عبداللہ بن اریقط الدیلی تھا۔[xiii]

عبداللہ بن اریقط معاہدہ کے مطابق صبح کے وقت دو اونٹنیاں لے کر غار ثور پر حاضر ہوا، اس رہبر نے متعارف اور مشہور و مقبول راستے کو چھوڑ کر ایک غیر معروف راستے سے ساحل کی طرف حضورؐ کو لے کر چلا۔[xiv]

عبداللہ بن اریقط ایک کافر تھا اور عاص بن وائل کا حلیف بھی تھا۔ لیکن آپؐ کو معلوم تھا کہ وہ امانت دار، ثقہ اور قابل اعتبار ہے، اور مکہ سے مدینہ تک جانے والے تمام راستوں کا ماہر ہے۔ اس لئے نبی کریمؐ نے اس پر اعتماد کر کے معاہدہ کیا اور ہجرت کے خطرناک سفر کو محفوظ بنانے کے لیے اس کو اپنا رہبر بنایا۔[xv] جس کی بدولت حضورؐ اور حضرت ابو بکرؓ بحفاظت مکہ سے مدینہ تشریف لے گئے۔

خلاصہ:

عرب معاشرہ قبائلی بنیادوں پر استوار تھا جہاں ہر فرد کی عزت، جان، اور مال کا تحفظ صرف اس کے قبیلے کی طاقت سے ممکن تھا۔ اگر کوئی فرد اپنے قبیلے سے نکالا جاتا یا کمزور قبیلے سے تعلق رکھتا تو اس کے تحفظ کے لیے کوئی مؤثر نظام موجود نہ تھا۔ ایسے حالات میں حلف کی روایت نے سماجی تحفظ کا کردار ادا کیا۔ اس کے ذریعے مختلف قبائل یا افراد نے باہمی معاہدہ کیا کہ وہ ایک دوسرے کی مدد کریں گے، ظلم کے خلاف کھڑے ہوں گے، اور انصاف کے تقاضے پورے کریں گے۔ یہی وہ سماجی جذبہ تھا جس نے عربوں کے دلوں میں

اجتماعی ذمہ داری اور انصاف پسندی کو جنم دیا—جو بعد میں اسلامی سماج کی اخلاقی بنیاد بنا۔ مکی دور میں حلف کی روایت محض ایک قبائلی معاہدہ نہیں تھی بلکہ وہ سماجی انصاف اور انسانی تحفظ کی بنیاد تھی۔ نبی کریم ﷺ کی شرکت اور توثیق نے اسے ایک اخلاقی قدر میں بدل دیا۔ اسلام نے اسی روایت کو مضبوط کر کے بعد میں سماجی مساوات، عدل، اور تعاون کے شرعی اصولوں کی شکل دی۔ یوں کہا جا سکتا ہے کہ حلف الفضول عرب معاشرے میں سماجی تحفظ کے ابتدائی اداروں میں سے ایک تھا، جس نے اسلامی تمدن کی اخلاقی بنیادوں کو تقویت دی۔

جوار اور سماجی تحفظ

جوار کا نظام دراصل Pre-Islamic Social Protection System تھا— یعنی وہ اخلاقی و عرفی ضابطہ جس کے ذریعے معاشرے میں کمزور، مسافر، اور اجنبی کو تحفظ ملتا تھا۔ عرب معاشرہ قبل از اسلام کسی منظم ریاست یا عدالتی نظام سے محروم تھا۔ وہاں حکومت کے بجائے قبیلہ ہی قانون، عدالت، فوج اور سماجی تحفظ کا مرکز سمجھا جاتا تھا۔ ایسے ماحول میں جوار ایک نہایت اہم اخلاقی و عرفی نظام کے طور پر سامنے آیا، جو سماج میں کمزور اور مظلوم افراد کے لیے امن و پناہ کا ضابطہ تھا۔ یہی نظام دراصل اسلام سے قبل کا سماجی تحفظ (Social Protection) کا بنیادی تصور تھا، جس کے ذریعے انسانی حرمت، جان و مال کی سلامتی، اور معاشرتی امن کو برقرار رکھا جاتا تھا۔

اہلِ عرب کے نزدیک "جوار" کا مطلب یہ تھا کہ کوئی بااثر شخص یا قبیلہ کسی کمزور، مسافر، اجنبی یا مظلوم کو اپنے ذاتی یا قبائلی اثر و رسوخ کے تحت تحفظ اور امان فراہم کرے۔ یہ کوئی تحریری یا حکومتی معاہدہ نہیں ہوتا تھا بلکہ اخلاقی ذمہ داری پر مبنی ایک عرفی ضابطہ تھا، جس کی بنیاد شرف، عزت، اور حمیت پر رکھی گئی تھی۔ اگر کسی نے کہا کہ "فلاں شخص میرا جار ہے" تو اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ اس شخص کو کسی بھی قسم کا نقصان پہنچانا پورے قبیلے کے لیے شرم و عار کا باعث ہے۔

یوں "جوار" کا نظام اس وقت کے قانونی خلا کو پُر کرتا تھا اور معاشرے میں ایک غیر رسمی عدالتی تحفظ (Informal Justice and Protection System) کے طور پر کام کرتا تھا۔ یہ روایت نہ صرف فرد کی حفاظت کا ذریعہ تھی بلکہ عرب سماج میں انسانی حقوق، ہمسایگی، اور باہمی تعاون کی عملی مثال بھی تھی۔ جوار کے دو بنیادی پہلو تھے ۔

- ایک انفرادی (Personal Jiwar)
- اجتماعی (Tribal Jiwar)

الف: انفرادی جوار: (Personal Protection)

عرب کے قدیم قبائلی نظام میں انفرادی جوار ایک نہایت مضبوط سماجی روایت تھی، جو انسانی عزت، غیرت، اور باہمی وفاداری کے احساس پر مبنی تھی۔ اس روایت کے تحت اگر کوئی مظلوم، مسافر، یا غیر قبیلے کا شخص کسی مشکل یا خطرناک حالت میں کسی بااثر یا شریف شخص سے پناہ طلب کرتا تو وہ کہتا"

أنت في جِواري "یعنی "تو میری پناہ میں ہے"۔

یہ مختصر مگر طاقتور جملہ عرب معاشرت میں ایک باضابطہ اعلانِ تحفظ سمجھا جاتا تھا۔

هو في جِواري" — "یہ میری پناہ میں ہے۔"

یہ الفاظ امن کے معاہدے کی حیثیت رکھتے تھے۔ قبائل میں یہ رسم اس قدر محترم سمجھی جاتی تھی کہ اگر کوئی شخص جوار توڑ دیتا تو پورا معاشرہ اسے غدار اور ظالم سمجھتا۔ جب کسی شخص کو کسی قبیلے یا فرد کی جوار حاصل ہو جاتی، تو پورا قبیلہ اس کی حفاظت کو اپنا اخلاقی اور قبائلی فریضہ سمجھتا تھا۔ کوئی دشمن اگر وہ خون کا بدلہ لینے والا ہو — بھی اُس شخص پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتا تھا، کیونکہ ایسا کرنا صرف اس شخص سے دشمنی نہیں بلکہ پورے قبیلے کے خلاف اعلانِ جنگ کے مترادف تھا۔ یہ روایت عرب معاشرت میں انسانی حقوق کے غیر تحریری ضابطے کے طور پر رائج تھی۔ جوار دینے والا شخص اپنی جان کی قیمت پر بھی پناہ گزین کی حفاظت کرتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جوار کو نہ صرف ایک سماجی عہد بلکہ اخلاقی اور قبائلی غیرت کی علامت سمجھا جاتا تھا۔

اسلام کے ظہور کے بعد، اگرچہ شریعت نے امن و امان کے نئے اصول متعین کیے، مگر اسلام نے اس روایت کے انسانی اور اخلاقی پہلو کو برقرار رکھا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

يُجيرُ على المسلمين أدناهمxvi"

یعنی: مسلمانوں میں سے سب سے کم حیثیت والا بھی اگر کسی کو امان دے دے تو وہ سب پر لازم ہے۔(یہ حدیث بتاتی ہے کہ اسلام نے انفرادی جوار کو قبائلی فخر سے نکال کر شرعی اور انسانی ذمہ داری کی صورت دے دی، تاکہ معاشرہ ظلم و زیادتی سے محفوظ رہے اور ہر شخص کو امن کی ضمانت حاصل ہو۔

ب) قبائلی جوار: (Collective Jiwar)

کبھی پورا قبیلہ کسی فرد یا قبیلے کو اپنے جوار میں لے لیتا۔ یہ ایک اجتماعی معاہدہ ہوتا، جس کے تحت پناہ گزین کو پورے قبیلے کی طاقت، وسائل اور دفاع میسر آجاتا۔ اس طرح جوار ایک سماجی معاہدے (Social Contract) کی حیثیت اختیار کر لیتا، جو مختلف قبائل کے درمیان امن و امان، اعتماد اور باہمی رواداری کی فضا پیدا کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ عرب معاشرہ، باوجود اس کے کہ ریاستی ڈھانچے

سے خالی تھا، قبائلی اخلاقیات کے ذریعے ایک مضبوط اور مربوط نظامِ تحفظ برقرار رکھنے میں کامیاب تھا۔ عرب معاشرے میں قبائلی جوار انفرادی جوار سے زیادہ وسیع اور مضبوط نظام تھا، جو پورے قبیلے کی اجتماعی طاقت، حمیت اور سیاسی اثر ورسوخ پر مبنی ہوتا تھا۔ جب کسی شخص یا کسی کمزور قبیلے کو خطرہ لاحق ہوتا، تو وہ کسی طاقتور قبیلے سے پناہ طلب کرتا، اور اگر وہ قبیلہ قبول کرلیتا تو اعلان کیا جاتا : "فلان في جوار بني فلان "یعنی "فلاں شخص یا قبیلہ بنو فلاں کی پناہ میں ہے۔"

یہ اعلان محض الفاظ نہیں بلکہ ایک باقاعدہ اجتماعی معاہدہ (Social Contract) سمجھا جاتا تھا، جس کے بعد پناہ گزین کو پورے قبیلے کی حفاظت، وسائل، عزت اور سماجی مقام حاصل ہو جاتا۔ اب اگر کوئی دشمن اس پناہ یافتہ فرد یا گروہ پر حملہ کرتا، تو وہ گویا پورے قبیلے کے خلاف اعلانِ جنگ کرتا، کیونکہ قبائلی جوار میں فرد نہیں بلکہ پورا قبیلہ اپنی عزت اور غیرت کو داؤ پر لگاتا تھا۔

اس جوار کا مقصد صرف دشمن سے بچاؤ نہیں بلکہ قبائل کے مابین امن، اعتماد اور سماجی ہم آہنگی پیدا کرنا بھی تھا۔ مختلف قبائل کے درمیان جب معاہدۂ جوار طے پاتا تو وہ ایک امن معاہدہ (Pact of Non-Aggression) کی حیثیت رکھتا، جس سے تجارتی، معاشرتی اور سیاسی تعلقات کو استحکام ملتا۔ تاریخی مصادر میں متعدد مثالیں ملتی ہیں، جیسے کہ حلف الفضول یا حلف الأحلاف، جن میں مختلف قبائل نے مشترکہ طور پر مظلوموں کی مدد اور ظلم کے خلاف کھڑے ہونے کا عہد کیا۔ ابن ہشام نے ذکر کیا ہے کہ:

تعاقدوا على أن لا يجدوا بمكة مظلوماً من أهلها أو من غيرهم إلا قاموا معه وكانوا على من ظلمه حتى تردّ عليه مظلمته[xvii]".

ان (قبائل) نے باہمی معاہدہ کیا کہ اگر وہ مکہ میں کسی مظلوم کو دیکھیں، خواہ وہ مکی ہو یا غیر مکی، تو وہ سب اس کے ساتھ کھڑے ہوں گے اور ظالم کے خلاف ہوں گے، یہاں تک کہ اس کا حق اسے واپس دلایا جائے۔"

قبائلی جوار محض پناہ دینے کا نظام نہیں بلکہ اجتماعی انصاف اور انسانی مساوات کی بنیاد پر قائم ایک سماجی نظام تھا۔ اسلام نے بعد میں اسی جذبے کو برقرار رکھتے ہوئے اس کے اخلاقی وعدالتی پہلو کو مضبوط کیا، تاکہ انسانیت کے ہر فرد کو امن، عزت اور تحفظ حاصل ہو۔

خلاصہ

اس تحقیق کے نتائج سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عہدِ مکی میں عرب معاشرہ باوجود ریاستی اداروں کی غیر موجودگی کے، حلف وجوار جیسے غیر رسمی مگر مؤثر سماجی نظام کے ذریعے انسانی جان، عزت اور مال کے تحفظ کو یقینی بناتا تھا۔ حلف ایک اخلاقی و قبائلی عہد کے طور پر ظلم کے خلاف اجتماعی ردعمل اور مظلوم کے حق کے تحفظ کا ذریعہ تھا، جبکہ جوار فرد یا قبیلے کو پناہ و تحفظ فراہم کرنے کا ضابطہ تھا۔ یہ دونوں روایات نہ صرف سماجی ہم آہنگی اور اعتماد قائم کرنے میں مددگار تھیں بلکہ اخلاقی ذمہ داری، عدل اور انسانی ہمدردی کے اصولوں کو بھی فروغ دیتی تھیں۔

نبی اکرم ﷺ نے مکی دور میں ان روایات کی اہمیت کو تسلیم کیا اور انہیں اسلامی اخلاق و شرع کے مطابق وسعت دی۔ غیر تحریری معاہدات، بیعتیں اور جوار کے نظام نے اس بات کو یقینی بنایا کہ کمزور، یتیم، مسافر اور غیر قبائلی افراد بھی معاشرت میں محفوظ رہیں۔ اسی طرح مدنی دور میں یہ اصول اسلامی ریاست کے قانونی اور سماجی ڈھانچے کی بنیاد بنے، جہاں وفائے عہد، امانت اور سماجی تحفظ کو شرعی حیثیت دی گئی۔

یوں کہا جاسکتا ہے کہ عہدِ مکی کے حلف وجوار کے نظام نے عرب معاشرے میں سماجی تحفظ کے ابتدائی اصول قائم کیے اور اسلام نے انہیں اخلاقی، شرعی اور سماجی معنوں میں جامع بنایا۔ یہ روایات نہ صرف انسانی حقوق اور عدل کی عملی مثال ہیں بلکہ آج کے دور میں بھی سماجی انصاف، کمزور طبقات کے تحفظ اور معاشرتی ہم آہنگی کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

حوالہ جات

1. iابو الحسین احمد بن فارس بن زکریاؒ، معجم مقاییس اللغۃ، تحقیق وضبط: عبد السلام محمد ہارون، (قاہرہ: دار الفکر)، ج2، ص97۔
2. محمد بن مکرم ابن منظورؒ، لسان العرب، (بیروت: دار صادر)، ج9، ص54۔
3. iii-القرآن الکریم، سورۃ التوبۃ، 9:6۔
4. iv- محمد بن اسماعیل البخاریؒ، الجامع الصحیح، (ریاض: دار السلام)، کتاب الجزیۃ، حدیث: 3172۔
5. سلیمان بن اشعث ابو داودؒ، سنن ابی داود، (بیروت: دار الفکر)، ج3، ص560، کتاب الأدب، باب فی العِدۃ، حدیث: 1562۔
6. محمد بن جریر الطبریؒ، تاریخ الأمم والملوک، (بیروت: دار التراث)، ج1، ص557–563۔
7. عبد الملک بن ہشامؒ، السیرۃ النبویۃ، (بیروت: دار المعرفۃ)، ج2، ص41–56۔
8. محمد بن محمد ابن سید الناسؒ، عیون الأثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ)، ج1، ص177–199۔
9. عز الدین ابن الاثیرؒ، الکامل فی التاریخ، (بیروت: دار صادر)، ج1، ص509–514۔
10. محمد بن سعدؒ، الطبقات الکبریٰ، (بیروت: دار صادر)، ج1، ص154–158۔
11. محمد بن ابی بکر ابن القیمؒ، زاد المعاد فی ہدی خیر العباد، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ)، ج2، ص46۔
12. محمد بن ابی بکر ابن القیمؒ، جوامع السیرۃ، (بیروت: دار الفکر)، ص67؛ نیز ملاحظہ ہو: زاد المعاد، ج2، ص46۔
13. محمد بن جریر الطبریؒ، تاریخ الأمم والملوک، (بیروت: دار التراث)، ج1، ص555۔
14. عبد الملک بن ہشامؒ، السیرۃ النبویۃ، (بیروت: دار المعرفۃ)، ج1، ص419۔
15. عبد الملک بن ہشامؒ، السیرۃ النبویۃ، (بیروت: دار المعرفۃ)، ج1، ص419۔
16. محمد بن جریر الطبریؒ، تاریخ الأمم والملوک، (بیروت: دار التراث)، ج1، ص555۔

17. محمد بن محمد ابن سید الناسؒ، عیون الأثر، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ)، ج1، ص157۔
18. عبد الملک بن ہشامؒ، السیرۃ النبویۃ، (بیروت: دار المعرفۃ)، ج2، ص99۔
19. محمد بن ابی بکر ابن القیمؒ، زاد المعاد، (بیروت: مؤسسۃ الرسالۃ)، ج2، ص53۔
20. احمد بن محمد القسطلانیؒ، المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ)، ج1، ص298۔
21. محمد بن احمد ابن ضیاءؒ، الفصول فی سیرۃ الرسول ﷺ، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ)، ص114۔
22. عبد الرحمن بن خلدونؒ، المقدمہ، (بیروت: دار الفکر)، ص107–108۔
23. الفصول فی سیرۃ الرسول، ص۱۱۴۔
24. عبد الملک بن ہشامؒ، السیرۃ النبویۃ، (بیروت: دار المعرفۃ)، ج1، ص143۔
25. xvi- محمد بن اسماعیل البخاریؒ، الجامع الصحیح، (ریاض: دار السلام)، کتاب الجزیۃ، حدیث:3172۔
26. xvii- ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج1، ص143

References

1. Abu al-Husayn Ahmad bin Faris bin Zakariyaʾ, Muʿjam Maqayis al-Lughah, tahqiq wa zabt: ʿAbd al-Salam Muhammad Harun, (Cairo: Dar al-Fikr), vol. 2, p. 97.
2. Muhammad bin Mukarram Ibn Manzur, Lisan al-ʿArab, (Beirut: Dar Sadir), vol. 9, p. 54.
3. Al-Qurʾan al-Karim, Surah al-Tawbah, 9:6.
4. Muhammad bin Ismaʿil al-Bukhari, al-Jamiʿ al-Sahih, (Riyadh: Dar al-Salam), Kitab al-Jizyah, Hadith no. 3172.
5. Sulayman bin Ashʿath Abu Dawud, Sunan Abi Dawud, (Beirut: Dar al-Fikr), vol. 3, p. 560, Kitab al-Adab, Bab fi al-ʿIddah, Hadith no. 1562.
6. Muhammad bin Jarir al-Tabari, Tarikh al-Umam wa al-Muluk, (Beirut: Dar al-Turath), vol. 1, pp. 557–563.
7. ʿAbd al-Malik bin Hisham, al-Sirah al-Nabawiyyah, (Beirut: Dar al-Maʿrifah), vol. 2, pp. 41–56.
8. Muhammad bin Muhammad Ibn Sayyid al-Nas, ʿUyun al-Athar fi Funun al-Maghazi wa al-Shamaʾil wa al-Siyar, (Beirut: Dar al-Kutub al-ʿIlmiyyah), vol. 1, pp. 177–199.
9. ʿIzz al-Din Ibn al-Athir, al-Kamil fi al-Tarikh, (Beirut: Dar Sadir), vol. 1, pp. 509–514.
10. Muhammad bin Saʿd, al-Tabaqat al-Kubra, (Beirut: Dar Sadir), vol. 1, pp. 154–158.
11. Muhammad bin Abi Bakr Ibn al-Qayyim, Zad al-Maʿad fi Hady Khayr al-ʿIbad, (Beirut: Muʾassasat al-Risalah), vol. 2, p. 46.
12. Muhammad bin Abi Bakr Ibn al-Qayyim, Jawamiʿ al-Sirah, (Beirut: Dar al-Fikr), p. 67; see also: Zad al-Maʿad, vol. 2, p. 46.
13. Muhammad bin Jarir al-Tabari, Tarikh al-Umam wa al-Muluk, (Beirut: Dar al-Turath), vol. 1, p. 555.
14. ʿAbd al-Malik bin Hisham, al-Sirah al-Nabawiyyah, (Beirut: Dar al-Maʿrifah), vol. 1, p. 419.
15. ʿAbd al-Malik bin Hisham, al-Sirah al-Nabawiyyah, (Beirut: Dar al-Maʿrifah), vol. 1, p. 419.
16. Muhammad bin Jarir al-Tabari, Tarikh al-Umam wa al-Muluk, (Beirut: Dar al-Turath), vol. 1, p. 555.
17. Muhammad bin Muhammad Ibn Sayyid al-Nas, ʿUyun al-Athar, (Beirut: Dar al-Kutub al-ʿIlmiyyah), vol. 1, p. 157.

18. ʿAbd al-Malik bin Hisham, al-Sirah al-Nabawiyyah, (Beirut: Dar al-Maʿrifah), vol. 2, p. 99.
19. Muhammad bin Abi Bakr Ibn al-Qayyim, Zad al-Maʿad, (Beirut: Muʾassasat al-Risalah), vol. 2, p. 53.
20. Ahmad bin Muhammad al-Qastallani, al-Mawahib al-Ladunniyyah bi al-Minah al-Muhammadiyyah, (Beirut: Dar al-Kutub al-ʿIlmiyyah), vol. 1, p. 298.
21. Muhammad bin Ahmad Ibn Diyaʾ, al-Fusul fi Sirat al-Rasul ﷺ, (Beirut: Dar al-Kutub al-ʿIlmiyyah), p. 114.
22. ʿAbd al-Rahman Ibn Khaldun, al-Muqaddimah, (Beirut: Dar al-Fikr), pp. 107–108.
23. Muhammad bin Ahmad Ibn Diyaʾ, al-Fusul fi Sirat al-Rasul ﷺ, p. 114.
24. ʿAbd al-Malik bin Hisham, al-Sirah al-Nabawiyyah, (Beirut: Dar al-Maʿrifah), vol. 1, p. 143.
25. Muhammad bin Ismaʿil al-Bukhari, al-Jamiʿ al-Sahih, (Riyadh: Dar al-Salam), Kitab al-Jizyah, Hadith no. 3172.
26. Ibn Hisham, al-Sirah al-Nabawiyyah, vol. 1, p. 143.